﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾

29 مئی 2011 کو معروف پاکستانی صحافی سید سلیم شہزاد کو نا معلوم افراد نے اسلام آباد سے دن دہاڑے اغوا کرلیا۔ دوروز بعد اُن کی لاش، جس پر اذیت کے نشان بھی تھے، سرائے عالمگیر کے قریب ایک نہر سے برآمد ہوئی۔ اِس افسوسناک واقعہ پر اُن کے لواحقین اور صحافی برادری کے علاوہ عوام الناس میں بھی تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ بعض حلقوں کی جانب سے جب یہ شبہہ سامنے آیا کہ اِس واقعہ میں حساس ریاستی ادارے بھی ملوث ہوسکتے ہیں، تو یہ تشویش غم وغصہ میں بدل گئی، جس نے سڑکوں پر احتجاج کی شکل دھارلی۔

اِس صورتحال کا مداوہ کرنے کے لئے حکومت نے ایک تحقیقاتی کمیشن تشکیل دیا، جو دو سینئر جج صاحبان، پولیس کے دو سینئر افسران اور ایک سینئر صحافی پر مبنی تھا۔ اس کمیشن کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ اِس گھناؤنے جرم کے پس منظر پر روشنی ڈالے اور مجرم کی نشاندہی کرے۔ اور یہ بھی کہ اِس قسم کے واقعات کا آئینی تناظر میں جائزہ لے کر، مستقبل میں اِن کے سدِ باب کے لئے تجاویز پیش کرے۔ ذیل میں اِن تمام نکات پر کمیشن کی مرتب کردہ تفصیلی تحقیقاتی رپورٹ پیش کی جارہی ہے۔

کمیشن نے اپنی ذمہ داری کما حقہ نبھانے کی حتی الوسع کوشش کی ہے۔ اِس سلسلے میں 23 باضابطہ اجلاس منعقد کئے گئے اور بحث وتمحیث کی کئی دیگر نشستیں ہوئیں۔ 41 گواہوں کے حلفیہ بیان قلم بند کئے گئے۔ مقتول کی ای میلوں، تحریروں، فون کے ریکارڈ اور دیگر دستاویزات کا تفصیلاً جائزہ لیا گیا۔ اور اِس قسم کے واقعات کا جائزہ لینے کے لئے ماضی میں جو کمیشن بنے ہیں اُن کی رپورٹوں سے بھی استفادہ کیا گیا۔ موجودہ رپورٹ اِن تمام کاوشوں کا ثمر ہے۔

مختصراً، کمیشن اِس نتیجے پر پہنچا ہے کہ:

اولاً، غالب امکان یہ ہے کہ یہ واقعہ "دہشت کے خلاف جنگ" (War on Terror) ہی کے پس منظر میں وقوع پذیر ہوا اور یہ واقعہ اسی جنگ کے فریقوں میں سے کسی ایک کی کارستانی ہے۔ یہ فریق پاکستان کے حساس ادارے بھی ہوسکتے ہیں اور القاعدہ اور طالبان اور غیر ملکی ایجنسیاں بھی بطور ایک تحقیقاتی صحافی، سلیم کا ان تمام عناصر سے رابطہ رہتا تھا اور یہ بھی قرینِ قیاس ہے کہ اِن میں سے بعض عناصر سلیم کی

تحریروں سے سخت نالاں تھے۔اس حادثے کے محرکات میں واقعہ کے جلد بعد الیاس کشمیری پر ہونے والا ڈرون حملہ بھی شامل ہوسکتا ہے۔

ثانیاً، یہ کہ موجودہ شواہد کی روشنی میں یہ ثابت کرنا ممکن نہیں کہ ان ممکنہ ملزموں میں سے کس نے واقعتاً اِس جُرم کا ارتکاب کیا۔ یہ حتمی تعین صرف ٹھوس شواہد کی موجودگی میں ہوسکتا ہے۔مگر باوجود کوشش کے، کمیشن کو اِس نوعیت کے شواہد نہیں مل سکے۔ بہرحال، کمیشن اِس بات پر زور دیتا ہے کہ قاتل جو بھی ہو، حکومت مقتول کے لواحقین کی خاطر خواہ امداد کرے اور اِس سلسلے میں پہلے سے کئے گئے وعدوں پر بھی فوری عمل درآمد کیا جائے۔

ثالثاً، یہ یاد رہے کہ اِس قسم کے واقعات سے، اور ان کے نتیجے میں اُبھرنے والی ہراس کی فضا سے، آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق (مثلاً آرٹیکل 9 میں محفوظ شدہ جینے کا حق، آرٹیکل 19 میں مذکورہ آزادیِ اظہارِ رائے اور آرٹیکل 19-A میں دیا گیا اہم معلومات تک رسائی کا حق) پامال ہوتے ہیں۔اور قانون کی حکمرانی کا جو تصور آئین کے آرٹیکل 4 میں پیش کیا گیا ہے، اِس صورتحال سے وہ بھی خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔

رابعاً، یہ کہ حالات کہ سنگینی کے پیشِ نظر کمیشن درج ذیل تجاویز پیش کرتا ہے:

☆ یاد رہے کہ ہمارے آئین کہ رو سے <u>عوام کے سامنے سچے حقائق پیش کرنا، چاہے وہ کتنے ہی تلخ کیوں نہ ہوں، "قومی مفاد" سے عین ہم آہنگ ہے۔</u>

☆ یہ کہ <u>صحافت</u> کے شعبے کو قانون کے تابع لایا جائے اور اِس میں <u>احتساب</u> کو یقینی بنایا جائے۔ اِس سلسلے میں قانوناً مجاز اداروں کو تقویت دی جائے، تاکہ وہ جائز شکایات کا جائزہ لے کر ضروری اقدامات کرسکیں۔

☆ یہ کہ <u>حساس اداروں</u> کی عوامی ساکھ، اور ان پر عوام کا اعتماد، بحال کرنے کے لئے ان کے <u>طریق کار میں مناسب تبدیلی</u> لائی جائے۔

☆ یہ کہ حساس اداروں (خاصکر آئی ایس آئی اور آئی بی) کو زیادہ قابل احتساب بنانے کی خاطر پارلیمینٹ ان سے متعلق <u>قانون سازی</u> کرے، اور ان کے کردار اور دائرہ کار کا واضح تعین کیا جائے اور میڈیا سے ان کے اختلاط کا از سر نو جائزہ لیا جائے۔اس اختلاط کا دستاویزی ریکارڈ مسلسل مرتب ہوتا رہے تاکہ بعد میں کسی حادثے کی صورت میں تحقیقات میں آسانی ہو۔

☆ یہ کہ حساس اداروں میں احتساب کے عمل کو موثر بنانے کی خاطر <u>اندرونی نظرِ ثانی</u> اور <u>پارلیمانی نگرانی</u>

کا باقاعدہ نظام وضع کیا جائے۔ اور عوام کی شکایات، خاصکر میڈیا کی شکایات، کے تسلی بخش تصفیہ کے لئے اس شعبے کے لئے مخصوص محتسب کا ادارہ بنایا جائے۔

کمیشن کی تجاویز اِس پیچیدہ مسئلے پر حرف آخر نہیں اگرچہ یہ غور وخوض اور تحقیق پر مبنی ضرور ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ " ظلم اور جبر کے خلاف عوام کی اَن تھک جہد وجہد کے نتیجے میں حاصل ہونے والے اِس جمہوری نظام کے دفاع" کی جو ذمہ داری آئین ریاست کے تمام اعضاء پر ڈالتا ہے، وہ ذمہ داری ہم سب مل جل کر ہی ادا کر سکتے ہیں۔ اِس سلسلے میں کمیشن اپنا کام مکمل کر چکا ہے۔ یہاں سے دوسرے اداروں کا کام شروع ہو جاتا ہے۔

خدا ہمارا حامی و ناصر ہو۔

جسٹس میاں ثاقب نثار
صدر، تحقیقاتی کمیشن